سوال

(38)زکاۃ کی فرضیت اوراہمیت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زکاۃ کی فرضیت اوراہمیت

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جان لیجئے!زکاۃ کے احکام اوراس کی شرائط ،زکاۃ ادا کرنے والے اوراس کے مستحقین ،اموال زکاۃ اوران کے نصاب ،ان تمام امور کے بارے میں واقفیت نہایت ضروری ہے ۔

(1)۔زکاۃ دین اسلام کا ایک رکن اوراس کی اساس ہے ،جیسا کہ کتاب وسنت کے دلائل سے واضح ہوتا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تقریباً بیاسی (82) مقامات پر زکاۃ کو نماز کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے ،جس سے زکاۃ کی عظمت اوراس کا نماز سے گہرا تعلق اورربط عیاں ہوتا ہے ۔بنا بریں خلیفہ اول سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

"واللہ لأقاتلن من فرق بين الصلاة، والزكاة"

"اللہ کی قسم !میں ہر اس شخص کے ساتھ لڑائی کروں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کرے گا ۔"[1]

اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا الزَّكَوٰةَ ... ٤٣ ... سورة البقرة

"اور تم نمازوں کو قائم کرو اور زکاۃ دو ۔"[2]

اور ارشاد ربانی ہے :

فَإِن تابوا وَأَقامُوا الصَّلوٰةَ وَءاتَوُا الزَّكوٰةَ فَخَلّوا سَبيلَهُم ... ٥ ... سورة التوبة

"ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہوجائیں اور زکاۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو ۔"[3]

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ "

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے :

1۔ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا۔

2۔ نماز قائم کرنا۔

3۔ زکاۃ دینا۔

4۔ حج کرنا۔

5۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ "[4]

مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے کہ زکاۃ فرض ہے اور یہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ اس کے وجوب کا منکر کافر ہے اور جو شخص اپنے مال کی زکاۃ نہیں دیتا اس سے جنگ ہوتی حتیٰ کہ وہ مکمل زکاۃ ادا کردے۔

(2)۔ زکاۃ سن 2 ہجری میں فرض ہوئی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکاۃ وصول کرنے اور مستحقین تک پہنچانے کے لیے کچھ افراد کو روانہ فرمایا۔ آپ کے بعد خلفائے راشدین رضوان اللہ عنھم اجمعین اور مسلمان حکمرانوں کا یہی طریقہ رہا۔

(3)۔ زکاۃ کی ادائیگی مخلوقات کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کا کام ہے، مال کو میل کچیل سے پاک کرنے کا ذریعہ ہے اور اسے آفات سے بچانے کا سبب ہے۔ زکاۃ رب تعالیٰ کی اطاعت اور عبودیت کی ایک شکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ١٠٣ ... سورة التوبة

"آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کردیں اور ان کے لیے دعا کیجئے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے"[5]

الغرض زکاۃ کی ادائیگی سے انسانی نفوس کنجوسی و بخل سے پاک وصاف ہوجاتے ہیں، نیز محبوب مال میں سے زکاۃ ادا کرکے مالدار شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان میں سرخرو ہوجاتا ہے۔

(4)۔ اللہ تعالیٰ نے ان اموال میں زکاۃ فرض کی ہے جن میں مخلوق کا فائدہ زیادہ سے زیادہ ہو اور جو زیادہ بڑھنے والے اور نفع مند ہیں، مثلاً: جانوروں کے ریوڑ اور کھیت وغیرہ خود بخود بڑھتے ہیں۔ سونا چاندی اور مال تجارت تصرف، یعنی لین دین کرنے سے بڑھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کی شرح ہر مال میں اس قدر متعین فرمائی ہے جس قدر اس کے حصول میں محنت و مشقت اٹھائی جاتی ہے۔ دور جاہلیت کے دفن شدہ مال کے دستیاب ہونے کی صورت میں پانچواں حصہ زکاۃ ہے۔ اگر ایک جانب سے مشقت ہو تو اس میں دسواں حصہ زکاۃ (عشر) ہے، مثلاً: وہ کھیت جنھیں پانی دینے کی مشقت برداشت نہ کرنا پڑے بلکہ پانی کی

ضرورت بارش اور چشموں سے پوری ہوجائے۔ اور جس زمین میں دوگنا محنت ومشقت ہو، یعنی اسے رہٹ وغیرہ کے ذریعے سے پانی دینا پڑے اس میں بیسواں حصہ زکاۃ ہے۔ اور جس مال کے حصوں میں بہت زیادہ محنت کرنا پڑے، اس میں چالیسواں حصہ ہے، مثلاً: کرنسی یا مال تجارت وغیرہ۔

(5)۔ زکاۃ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی ادائیگی سے قلب ومال پاک ہوجاتا ہے۔ زکاۃ کوئی تاوان یا ٹیکس نہیں کہ جس سے مال کم ہوتا ہے اور مالک کا نقصان ہو بلکہ اس کے برعکس زکاۃ سے مال میں برکت اور اضافہ اس انداز میں ہوتا ہے کہ زکاۃ دینے والے کو علم بھی نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ"

"صدقہ (زکاۃ) دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔"[6]

شریعت کی اصطلاح میں زکاۃ کا مطلب ہے: مخصوص مال میں مخصوص وقت پر واجب ہونے والا مخصوص لوگوں کا حق، یعنی ایک سال مکمل ہونے پر مویشی، نقدی اور مال تجارت پر زکاۃ ہے جب کہ اناج اور پھل تیار ہوجائے اور متعین مقدار میں شہد یا معدنیات کا حصول ہو تو ان میں زکاۃ فرض ہے۔ اسی طرح عید کی رات سورج غروب ہوجانے پر صدقہ فطر ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(6)۔ زکاۃ ہر اس مسلمان پر فرض ہوجاتی ہے جس میں درج ذیل پانچ شرائط موجود ہیں:

1۔ آزاد ہونا: غلام یا لونڈی پر زکوۃ فرض نہیں کیونکہ ان کی ملکیت میں مال ہوتا ہی نہیں، ان کے پاس جو مال ہو وہ ان کے آقا کی ملکیت ہوتا ہے، لہذا اس کی زکاۃ ان کا آقا ہی ادا کرے گا۔

2۔ صاحب مال کا مسلمان ہونا: زکاۃ مسلمان کے مال میں فرض ہے۔ کافر کے مال میں فرض نہیں کیونکہ زکاۃ کا مقصد اللہ تعالیٰ کے قرب کا حصول اور اس کی اطاعت کا اظہار ہوتا ہے جب کہ کافر شخص اس کا اہل ہی نہیں۔ نیز زکاۃ میں نیت کا ہونا لازمی ہے اور کافر کی نیت معتبر ہی نہیں۔ کافر پر زکوۃ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں مخاطب وہ بھی ہے اور آخرت میں اسے اس کی سزا بھی ملے گی۔ الغرض کافر پر زکوۃ وغیرہ احکام کے واجب ہونے میں بعض اہل علم اختلاف کرتے ہیں۔ سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

"ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ"

"انھیں (اہل کتاب کو) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شہادت دینے کی دعوت دو۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر کیا، پھر فرمایا:

"ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ"

"اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء پر تقسیم ہوگی۔"[7]

اس روایت میں وجوب زکاۃ کے لیے اسلام کو شرط قرار دیا ہے۔ (واللہ اعلم)

3۔ نصاب کا مکمل ہونا: زکاۃ کی فرضیت کے لیے نصاب کا مکمل ہونا ضروری ہے، اگر مقررہ نصاب سے مال کم ہے تو اس میں زکاۃ فرض نہیں۔ صاحب نصاب بالغ ہو

یانا بالغ، عاقل ہو یا مجنون ہر ایک پر زکاۃ فرض ہے کیونکہ دلائل شرعیہ میں عموم ہے جن کا اطلاق ان تمام مذکورہ افراد پر ہوتا ہے۔

4۔ذاتی ملکیت کا ہونا: اگر کسی شخص کے پاس مال ہے لیکن اس پر اس کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ کوئی دوسرا شخص اس کا مالک ہے تو ت جس شخص کے پاس ہے اس پر زکاۃ فرض نہیں، مثلاً: اگر کسی غلام سے آقا کا معاہدہ ہو جائے کہ وہ ایک مقررہ رقم ادا کرے تو آزاد ہو جائے گا۔ پھر جب غلام کے پاس اتنی رقم جمع ہو جائے تو وہ بظاہر اس کا مالک تو ہے لیکن اصل میں وہ رقم آقا کی ہے جو وقتی طور پر اس کے پاس ہے۔

5۔مال پر ایک سال کا گزرنا: سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا زَكَاةَ فِي مَالٍ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ"

"مال میں زکاۃ تب ہے، جب اس پر ایک سال گزر جائے۔"[8]

واضح رہے ایک سال گزرنے کی شرط اس مال پر ہے جو زمین کی پیداوار سے نہ ہو، مثلاً: نقدی، مویشی یا مال تجارت وغیرہ ان میں حولان حول ضروری ہے تاکہ وہ خوب بڑھ جائے۔ اس میں مالک کا فائدہ ملحوظ رکھا گیا ہے، اگر وہ زمین کی پیداوار ہے تو اس میں ایک سال گزرنے کی شرط نہیں بلکہ اس مال (اناج وغیرہ) کے ہاتھ میں آجانے ہی پر زکاۃ فرض ہو جائے گی۔

(7)۔مقرر نصاب کو پہنچے ہوئے مویشیوں کے پیدا ہونے والے بچوں یا مقررہ نصاب کو پہنچے ہوئے مال تجارت سے حاصل ہونے والے منافع کے لیے الگ ایک سال کا گزرنا شرط نہیں دوران سال میں حاصل ہونے والی آمدن کی بھی اصل نصاب کے ساتھ ملا کر زکاۃ ادا کر دی جائے، البتہ اگر اصل مال مقررہ نصاب کی حد تک نہ پہنچے تو جب نصاب مکمل ہو جائے تب سے ایک سال کی مدت شمار کی جائے۔

(8)۔اگر کسی نے کسی تنگدست سے قرض لینا ہو اور وہ مال مل نہیں رہا تو صحیح رائے کے مطابق جب اس کی رقم ملے گی تب وہ ایک سال کی زکاۃ دے گا (چاہے کئی سال گزر جائیں)۔ اگر وہ مقروض مال دار ہو اور ٹال مٹول کر رہا ہے تو قرض خواہ ہر سال زکاۃ ادا کرے گا۔[9]

(9)۔استعمال کی عام چیزوں میں زکاۃ نہیں ہے، مثلاً: رہائشی گھر، استعمال میں آنے والے کپڑے، گھر کا سامان، گاڑیاں، مشینری، سواری کے جانور وغیرہ۔

(10)۔جن اشیاء سے کرایہ حاصل ہوتا ہو ان اشیاء میں زکاۃ نہیں بلکہ ان کی آمدن میں زکاۃ ہے بشرطیکہ کرایہ کی رقم یا اس کے علاوہ موجود رقم ملا کر زکاۃ کے نصاب تک پہنچ جائے اور ایک سال بیت جائے۔

(11)۔اگر کسی شخص پر زکاۃ فرض ہو گئی لیکن وہ ادائیگی سے پہلے فوت ہو گیا تو اس کی موت کی وجہ سے زکاۃ ساقط نہ ہو گی بلکہ اس کے ورثاء پر لازم ہے کہ اس کے ترکہ سے زکاۃ ادا کریں کیونکہ اس حق کی ادائیگی واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"فدين الله أحق بالقضاء"

"اللہ تعالیٰ کا قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔"[10]

مویشیوں میں زکاۃ کا بیان

اللہ تعالیٰ نے جن اموال میں زکاۃ فرض کی ہے ان میں سے مویشی ، یعنی اونٹ ، گائے اور بھیڑ بکری بھی ہیں بلکہ یہ زکاۃ والے اموال میں سب سے نمایاں ہیں ۔ ان جانوروں کی زکاۃ کی فرضیت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشہور اور صحیح احادیث وارد ہیں ، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء نے ان اموال کی زکاۃ کی فرضیت اور مسائل کے بارے میں خطوط بھی لکھے تھے اور مدینہ کے گردو نواح اور وسیع وعریض مملکت اسلامیہ کے اطراف میں زکاۃ وصول کرنے کے لیے اپنے نمائندے بھی روانہ کیے تھے ۔

اونٹ ، گائے ، بھیڑ اور بکریوں میں زکاۃ فرض ہونے کی دو شرطیں ہیں جو یہ ہیں :

1 ۔ وہ جانور کام کاج اور کھیتی باڑی کے لیے نہ ہوں بلکہ دودھ اور نسل کے حصول کی خاطر رکھے ہوں کیونکہ ان کی عمر اور تعداد بڑھنے کے ساتھ ان کے فوائد میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے ۔

2 ۔ وہ جانور جو سارا سال یا سال کا اکثر حصہ خود چر کے اپنے لیے خوراک حاصل کریں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"فِي كُلِّ سَائِمَةِ إِبِلٍ فِي أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ"

"چرنے والے ہر چالیس اونٹوں میں دو سال کی اونٹنی ہے ۔" [11]

اس روایت کی روشنی میں جن جانوروں کو پورا سال یا سال کا اکثر حصہ چارہ خرید کر یا مختلف جگہوں سے گھاس پھوس وغیرہ جمع کر کے ڈالی جائے ان جانوروں میں زکاۃ نہیں ۔

اونٹوں میں زکاۃ کی تفصیل

جب اونٹوں میں مذکورہ شرائط پائی جائیں تو ان میں زکاۃ کی تفصیل درج ذیل ہے :

1 ۔ پانچ اونٹوں میں زکاۃ ایک بکری ہے ۔ دس میں دو ، پندرہ میں تین اور بیس اونٹوں میں چار بکریاں زکاۃ ہے ۔ جیسا کہ سنت اجماع سے اس کی وضاحت ہوتی ہے ۔

2 ۔ جب اونٹوں کی تعداد پچیس ہو جائے تو اس میں ایسی اونٹنی بطور زکاۃ ادا کی جائے جو مکمل ایک سال کی ہو اور دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو ، اگر اونٹوں میں ایسی اونٹنی نہ ہو تو ایسا اونٹ کافی ہو گا جو دو سال کا ہو اور تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو ۔

3 ۔ جب چھتیس اونٹ ہو جائیں تو ان میں زکاۃ ایسی اونٹنی ہے جو دو سال کی ہو اور تیسرے میں داخل ہو چکی ہو ۔ اس پر اہل علم کا اجماع ہے ، پینتالیس اونٹوں تک یہی زکاۃ ہے ۔

4 ۔ جب چھیالیس (سے لے کر ساٹھ) اونٹ ہو جائیں تو اس میں تین سال کی اونٹنی بطور زکاۃ دی جائے جو سواری اور بوجھ اٹھانے کے قابل ہو ۔

5 ۔ جب اکسٹھ اونٹ ہو جائیں تو ان میں چار سال کی اونٹنی بطور زکاۃ دی جائے جس کے دودھ کے دانت گر چکے ہوں اور مکمل جوان ہو ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے ۔ پچھتر اونٹوں تک یہی زکاۃ ہے ۔

6 ۔ جب اونٹوں کی تعداد چھہتر سے لے کر نوے تک ہو تو صحیح حدیث کے مطابق اس میں دو سال کی دو اونٹنیاں زکاۃ ہے ۔

7 ۔ جب اکیانوے سے لے کر ایک سو بیس تک اونٹ ہوں تو ان میں دو جوان اونٹنیاں زکاۃ ہیں جو عمر کے تین سال مکمل کر کے چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہوں ۔

8 ۔ جب ایک سو بیس سے ایک بھی زیادہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کے مطابق اس میں دو سال کی تین اونٹنیاں زکاۃ ہے ۔

9 ۔ پھر ہر پچاس اونٹوں میں تین سال کی اونٹنی اور ہر چالیس میں دو سال کی اونٹنی بطور زکاۃ فرض ہے ۔ [12]

گایوں میں زکاۃ

نصوص شرعیہ اور اجماع سے ثابت ہے کہ گایوں میں زکاۃ واجب ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا:

مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ، وَلَا بَقَرٍ، وَلَا غَنَمٍ، لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا، إِلَّا أُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا، وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا، لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ"

"اونٹوں، گایوں، اور بھیڑ بکریوں کا جو مالک زکاۃ نہیں دیتا، اس کو ایک ہموار میدان میں لٹایا جائے گا جہاں یہ جانور اپنے مالک کو سینگوں کے ساتھ ماریں گے اور اپنے پاؤں تلے اسے روندیں گے۔ اس دن ان میں نہ تو بے سینگ بکری ہوگی اور نہ ٹوٹے ہوئے سینگ والی بکری ہوگی۔"[13]

صحیح بخاری کے الفاظ ہیں:

"إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا تَكُونُ وَأَسْمَنَهُ تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا"

"قیامت کے دن اسے لایا جائے گا۔ دنیا سے زیادہ بڑی اور موٹی تازہ کر کے۔ پھر وہ اپنے مالک کو اپنے کھروں سے روندے گی اور سینگ مارے گی۔"[14]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

'أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا، أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً"

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یمن کی طرف روانہ کیا تو حکم دیا کہ تیس گایوں میں ایک سال کا بچہ اور چالیس گایوں میں دو سال کا گائے کا بچہ بطور زکاۃ وصول کریں۔"[15]

گائیں تیس سے کم ہوں تو ان میں زکاۃ نہیں کیونکہ سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تو یہ حکم دیا کہ کسی کے پاس جب تک تیس گائیں نہ ہوں، زکاۃ نہ لینا۔"[16]

جب گایوں کی تعداد چالیس ہو تو اس میں ایک دو دانتا (دوندا) کی زکاۃ ہوگی۔ اور دو دانتا گائے کا وہ بچہ ہے جس کی عمر دو سال ہو چکی ہو،[17] سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تو انھیں حکم دیا تھا:

"أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الْبَقَرِ: مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ، تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ، مُسِنَّةً"

"وہ ہر تیس گایوں میں گائے کا ایک سالہ بچہ اور ہر چالیس گایوں میں گائے کا دو دانتا بچہ زکاۃ وصول کریں۔"[18]

جب گایوں کی مجموعی تعداد چالیس سے زیادہ ہو جائے تو ہر تیس گایوں میں گائے کا ایک سال کا بچہ اور ہر چالیس گایوں میں دو سال کا (دوندا) ایک بچہ زکاۃ ہے۔

بھیڑ، بکریوں میں زکاۃ کی فرضیت پر سنت اور اجماع دلیل ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے لکھا :

"هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَالَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهَا رَسُولَهُ .. وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ شَاةٌ..."

"کہ یہ زکاۃ کی وہ مقرر مقدار ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم دیا ہے۔۔۔ نیز فرمایا : خود چرنے والی بکریاں چالیس ہوجائیں تو ایک سو بیس تک ان میں ایک بکری یا بھیڑ زکاۃ ہے۔۔۔"[19]

چھترا یا دنبہ ہو تو تقریباً ایک سال کا (کھیرا) اور بکری یا بکرا ہو تو جو دوسرے سال میں داخل ہو وہ (دوندا) بطور زکاۃ ادا کیا جائے۔ سیدنا سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں : ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صدقہ وصول کرنے والا آیا۔ اس نے کہا ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم بھیڑ وغیرہ کی نسل کا تقریباً ایک سال کی عمر والا (کھیرا) جانور لیں اور بکری کی نسل سے دوندا جانور لیں، یعنی جو ایک سال مکمل کرکے دوسرے میں داخل ہو (اور سامنے والے دانت دودھ کے گر چکے ہوں۔)

اگر بھیڑ بکریاں چالیس سے کم ہوں تو ان میں زکاۃ نہیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے :

"فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا"

"جب خود چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہوں تو ان میں زکاۃ نہیں الا یہ کہ مالک چاہے تو زکاۃ ادا کردے۔"[20]

جب ایک سو اکیس بکریاں ہوں تو دو سو تک ان میں دو بکریاں زکاۃ ادا کی جائے جیسا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ روایت میں ہے :

"فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ إِلَى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ"

"جب ایک سو بیس سے ایک بکری بھی زیادہ ہوجائے تو دو سو تک دو بکریاں زکاۃ ہے۔"[21]

جب دو سو ایک بکریاں ہوں تو تین سو تک اس میں تین بکریاں زکاۃ ہے جیسا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ روایت ہے :

"فَإِذَا زَادَتْ عَلَى مِائَتَيْنِ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِيهَا ثَلَاثٌ"

"جب دو سو ایک (201) سے تین سو (300) تک بکریاں ہوں تو تین بکریاں زکاۃ ہے۔"[22]

اس مقدار کے بعد زکاۃ کی شرح ایک ہی رہتی ہے، یعنی ہر سو بکری میں ایک بکری زکاۃ ہے۔ چار سو میں چار، پانچ سو میں پانچ اور چھ سو میں چھ بکریاں زکاۃ ہیں۔ یہ ساری تفصیل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خط میں موجود ہے جس پر وہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات تک عمل کرتے رہے۔[23]

(1)۔ زکاۃ میں ایسا بوڑھا، عیب دار جانور لیا یا دیا نہ جائے جس کی قربانی جائز نہ ہو الا یہ کہ سارا ریوڑ ہی ایسا ہو۔ اسی طرح حاملہ یا اپنے بچے کو دودھ پلانے والا جانور یا وہ جانور جس کے حاملہ ہونے کی اُمید ہو، زکاۃ میں نہ لیا جائے، چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے :

"وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ تَيْسٌ، وَلَا هَرِمَةٌ، وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ، إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ"

"زکاۃ میں بوڑھا، عیب والا یا سانڈ جانور وصول نہ کیا جائے الا یہ کہ زکاۃ وصول کرنے والا چاہے۔"[24]

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ ... ٢٦٧ ... سورة البقرة

"ان میں سے بری چیز کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا۔" [25]

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :

"وَلَكِنْ مِنْ وَسَطِ أَمْوَالِكُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَسْأَلْكُمْ خَيْرَهُ، وَلَمْ يَأْمُرْكُمْ بِشَرِّهِ"

"تم درمیانی قسم کے مال دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے نہ زیادہ اچھا مال مانگتا ہے اور نہ تمھیں نکما مال دینے کا حکم دیتا ہے۔" [26]

الغرض زکاۃ دینے والے سے موٹا تازہ جانور جبراً وصول نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ کرتے ہوئے یہ تلقین کی تھی"

"فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ"

"لوگوں کا عمدہ مال لینے سے بچنا۔" [27]

(2)۔ زکاۃ درمیانے درجے کی وصول کی جائے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : "تم درمیانی قسم کے مال دیا کرو۔" جس کی ساری بکریاں مریض ہوں تو زکاۃ میں مریض ہی قبول کی جائے کیونکہ زکاۃ کا مقصد ایک دوسرے سے غم خواری اور ہمدردی ہے۔ مریض بکریوں والے سے زکاۃ میں صحیح بکری کا مطالبہ کرنا ظلم ہے، اسی طرح جس کی سب بکریاں چھوٹی ہوں تو انھی سے زکاۃ لی جائے گی۔

(3)۔ اگر زکاۃ دینے والا اعلیٰ اور افضل جانور دینا چاہے تو اس کی مرضی ہے۔ اس میں اس کے لیے اجر وثواب زیادہ ہے۔

اگر مال میں جانور بڑے اور چھوٹے، تندرست اور بیمار یا نر اور مادہ ہوں تو بڑے اور چھوٹے جانوروں کی الگ الگ قیمت لگا کر دونوں قسم کے جانوروں کی قیمت کے برابر ایک بڑی تندرست مادہ زکاۃ میں لے لی جائے۔ اسی طرح دوسری قسمیں، مثلاً : تندرست اور بیمار یا نر اور مادہ کا اندازہ لگا لیا جائے۔ اگر تندرست بڑا جانور دو ہزار روپے کا ہو اور بیمار چھوٹا جانور ایک ہزار روپے کا ہو تو دونوں قیمتوں کا نصف، یعنی پندرہ سو روپے ادا کر دے۔

(4)۔ اگر مویشیوں میں دو یا زیادہ افراد کی شراکت ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں :

1۔ اشتراک اعیان، یعنی مال دو آدمیوں میں یوں مشترک ہو کہ ایک دوسرے کے مال کی تمیز و تعین نہ ہو بلکہ اکٹھا مال ہو، مثلاً : ایک شخص کا نصف یا چوتھائی حصہ ریوڑ یا مال ہو۔

2۔ اشتراک اوصاف، یعنی ہر ایک کا مال واضح اور معروف ہو، البتہ دونوں اپنا اپنا مال ملا کر ایک جگہ رکھتے ہوں۔

شراکت کی ان دونوں صورتوں میں دونوں شخص زکاۃ کے فرض ہونے یا اسکے ساقط ہونے میں شریک ہوں گے۔ اسی طرح زکاۃ کی کمی بیشی میں متاثر ہوں گے، نیز ان صورتوں میں دونوں کا مال ایک مال متصور ہوگا۔ اسکے لیے درج ذیل شرائط ہیں :

(5)۔ مجموعی مال نصاب زکاۃ تک پہنچ چکا ہو۔ اگر مقرر نصاب سے کم مال ہو تو اس میں زکاۃ نہیں۔ واضح رہے یہاں مجموعی نصاب سے مراد ہے اگرچہ ہر ایک کا مال نصاب زکاۃ سے

کم ہی کیوں نہ ہو۔

(6)۔مشترکہ کاروبار میں دونوں وجوب زکاۃ کے اہل ہوں۔اگرایک کافر ہوتواشتراک موثر نہ ہوگا صرف مسلمان کا مال نصاب زکاۃ تک ہوگا تواس کے مال پر زکاۃ ہے،ورنہ نہیں۔

(7)۔دونوں کے جانور اکٹھے رہتے،چرتے اور ایک جگہ رات گزارتے ہوں۔ان کا دودھ ایک جگہ دوہاجاتا ہو۔اگر ہر ایک الگ الگ جگہ پراپنے جانوروں کا دودھ دوہتا ہے تو یہ اشتراک متصور نہ ہوگا۔مشترک ریوڑ کا سانڈ بھی مشترک ہو۔سب جانور ایک ہی جگہ چرتے ہوں۔اگر ہر ایک الگ الگ جگہ پراپنے جانوروں کو چراتا ہو تو اشتراک موثر نہ ہوگا الگ الگ ملکیت شمار ہوگی۔

جب یہ تمام شرائط جمع ہوجائیں تو اشتراک کرنے والے دونوں شخصوں کا مال ایک مال شمار ہوگا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ولا تجمع بین متفرق،ولا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ،وما کان من خلیطین فإنهما یتراجعان بینهما بالسویۃ"

"زکاۃ دینے کے خوف سے متفرق مال کو اکھٹا نہ کیا جائے اور جو اکھٹا ہو اسے متفرق (الگ الگ) نہ کیا جائے۔۔۔جو زکاۃ دو شریکوں سے وصول کی جائے گی،پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے برابری کی سطح پر وصولی کریں گے۔"[28]

(8)۔اگرایک شخص کی ایک بکری ہو اور دوسرے کی انتالیس بکریاں ہوں یا چالیس اشخاص کی مشترکہ چالیس بکریاں ہوں۔دونوں سارا سال اکٹھے رہے ہوں۔اشتراک کی مذکورہ شرائط بھی موجود ہوں تو دونوں صورتوں میں مجموعی طور پر ایک بکری زکاۃ ہے۔پہلی صورت میں جس کی ایک بکری ہے اس کے ذمے بکری کا چالیس واں حصہ ہے۔جب کہ دوسرے شخص کے ذمے ایک بکری کے انتالیس حصے ہیں۔دوسری مثال میں ہر ایک کے ذمے بکری کا چالیسواں حصہ زکاۃ ہے۔

(9)۔اگر تین اشخاص کی ایک سو بیس بکریاں اسی طرح ہوں کہ ہر ایک کی چالیس بکریاں ہیں تو مجموعی طور پر انھیں ایک بکری زکاۃ دینا ہوگی،اس طرح ہر ایک ایک تہائی بکری زکاۃ پڑے گی۔

جس طرح اشتراک موثر ہے،اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تفریق بھی موثر ہے،مثلاً:ایک شخص کی جنگل میں چرنے والی بکریاں دو جگہ الگ الگ رہتی اور چرتی ہوں اور دونوں ریوڑوں میں اتنا فاصلہ ہو کر نماز قصر کرنا جائز ہوجائے تو زکاۃ بھی الگ الگ ریوڑوں کے حساب سے دینا ہوگی۔دونوں جگھوں کی بکریوں کو ملایا نہ جائے گا۔جس جگہ بکریاں نصاب زکاۃ تک پہنچ جائیں گی ان کی زکاۃ ہوگی۔

جمہور علماء کے قول کے مطابق ایک شخص کے مال میں تفریق موثر نہ ہوگی بلکہ الگ الگ مال کو جمع کیا جائے گا اور یہی قول راجح ہے۔واللہ اعلم۔

---

[1]۔صحیح البخاری الزکاۃ باب وجوب الزکاۃ حدیث 1400۔

[2]۔البقرۃ 2/43۔

[3]۔التوبۃ 9/5۔

[4]۔صحیح البخاری الایمان باب دعاؤکم ایمانکم۔۔۔حدیث 8۔وصحیح مسلم الایمان باب بیان ارکان الاسلام ودعائمہ العظام حدیث 16۔

[5]۔التوبۃ 9/103۔

[6]۔ صحیح مسلم البر والصلۃ باب استحباب العفوو التواضع حدیث 2588۔

[7]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب وجوب الزکاۃ حدیث 1395 و صحیح مسلم الایمان باب الدعاء الی الشھادتین و شرائع الاسلام حدیث 19۔

[8]۔ سن ابن ماجہ الزکاۃ باب من استفاد مالا حدیث 1792۔ وروی الترمذی معناہ الزکاۃ باب ماجاء لا زکاۃ علی المال المستفاد حتی یحول علیہ الحول حدیث 631۔

[9] ۔ اہل علم کی ایک رائے کے مطابق ایسے شخص کا حکم بھی وہی ہے جو پہلے کا ہے ،یعنی جب اسے قرضہ واپس ملے گا تب ایک سال کی زکاۃ دے گا۔ (صارم)

[10]۔ صحیح البخاری الصوم باب من مات وعلیہ صوم حدیث 1953 و صحیح مسلم الصیام باب قضاء الصوم عن المیت حدیث 1148 واللفظ لہ۔

[11]۔ سنن ابی داود الزکاۃ فی زکاۃ السائمۃ حدیث 1575 وسنن النسائی الزکاۃ باب سقوط الزکاۃ عن الابل اذا کانت رسلا لاھلھا و لحمولتھم حدیث 2451 ومسند احمد 5/2۔4۔

[12]۔ دیکھیے صحیح البخاری الزکاۃ باب زکاۃ الغنم حدیث 1454 وسنن ابی داود الزکاۃ باب فی زکاۃ السائمۃ حدیث 1568۔

[13]۔ صحیح مسلم الزکاۃ باب اثم مانع الزکاۃ حدیث 988۔

[14]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب زکاۃ البقر حدیث 1460۔

[15]۔ سنن ابی داود الزکاۃ باب فی زکاۃ السائمۃ حدیث 1576 وجامع الترمذی الزکاۃ باب ماجاء فی زکاۃ البقر حدیث 623 ومسند احمد 5/230۔

[16]۔ ھذا معنی الحدیث واصلہ فی مسند احمد 5/240۔

[17] ۔ مُسنہ دو دانتے جانور کو کہتے ہیں ،یعنی جس کے سامنے دو دانت گر چکے ہوں اور نئے دانت نکل آئے ہوں، عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ دیکھیے النھایۃ (ع۔و)

[18]۔ سنن ابی داود الزکاۃ باب فی زکاۃ السائمۃ حدیث 1576 وسنن النسائی الزکاۃ باب زکاۃ البقر حدیث 3454 ومسند احمد 5/230 واللفظ لھما۔

[19]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب زکاۃ الغنم حدیث 1454۔

[20]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب زکاۃ الغنم حدیث 1454۔

[21]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب زکاۃ الغنم حدیث 1454۔

[22]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب زکاۃ الغنم حدیث 1454۔

[23]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب زکاۃ الغنم حدیث 1454 وجامع الترمذی الزکاۃ باب ماجاء فی زکاۃ الابل والغنم حدیث 621 وسنن ابی داود الزکاۃ باب زکاۃ السائمۃ حدیث 1568۔

[24]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب لا یؤخذ فی الصدقۃ ھرمۃ ولا ذات عوار۔ حدیث 1455۔

[25]۔ البقرۃ: 2/267۔

[26]۔ سنن ابی داود الزکاۃ باب فی زکاۃ السائمۃ حدیث 1582۔

[27]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب اخذ الصدقۃ من الاغنیاء۔ حدیث 1496 و صحیح مسلم الایمان باب الدعاء الی الشھادتین و شرائع الاسلام حدیث 19۔

[28]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب لا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع و باب ما کان من خلیطین۔۔۔، حدیث 1450۔1451۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی احکام و مسائل

زکوۃ کے مسائل : جلد 01 : صفحہ 275